(٢) ٩٢/٣٣٢

١٢/١/٣١ھ
٢١ ــ ھ

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرات فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ میت کے گھر کی دعوت وضیافت کھانا جائز نہیں بلکہ اہل میت کو کھانا بھیجنا چاہیے حالانکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ نماز جنازہ سے واپسی پر آپ اور حضرات صحابہ میت کے گھر دعوت کھانے کے لیے تشریف لے گئے

ولفظہ فلما رجع استقبلہ داعی امراتہ فاجاب ونحن معہ فجیء بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا۔ (مشکوٰۃ ج ٢ ص ٥٤٤)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے داعی امرۃ کی تشریح المتوفی سے کی ہے اب اس مسئلہ اور حدیث کی تحقیق مطلوب ہے

٢ نیز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنی وفات سے قبل اپنے گھر والوں کو کھانا تیار کرنے کو کہا۔ اور فرمایا کہ چند لوگ میرا جنازہ پڑھنے آئیں گے یہ کھانا ان کو کھلا دینا

بالتفصیل وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں

بندہ حیدر الاحد عفی عنہ
المتخصص فی علوم الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب حامداً ومصلیاً

جب کسی کے گھر وفات ہو جائے تو میت والوں کا کھانا تیار کرنا اور کھلانا شرعاً ناجائز ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور فقہاء امت رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مسئلہ مجمع علیہا ہے، اس کھانا تیار کرنے کو حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے "نوحہ" شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ہم (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میت کے گھر جمع ہونے اور اس گھر میں کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے" الغرض یہ مسئلہ باتفاق امت اسی طرح ہے۔

البتہ سائل نے اس مسئلہ کے معارض، مشکوٰۃ المصابیح کی جو حدیث مبارکہ ذکر کی ہے اس سے میت کے گھر کھانا کھانے کے جواز کا استدلال کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ مشکوٰۃ شریف کی اس عبارت "فلما رجع استقبلہ داعی امراتہ" اور اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ کا "أی: زوجۃ المتوفی" کہنا مسلّم نہیں ہے کیونکہ صاحب مشکوٰۃ اس حدیث شریف کے آخر میں "رواہ ابو داؤد والبیہقی فی دلائل النبوۃ" لکھا ہے چنانچہ ان کتب کی طرف مراجعت

Scanned by CamScanner

دار الافتاء

کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل لفظ "داعي امرأة" ہے نہ کہ "داعي امرأته"، بلکہ سنن الدار قطني کی روایت میں تو یہ الفاظ ہیں "فلما انصرف تلقاه داعي امرأة من قريش، فقال إن فلانة تدعوك وأصحابك .... الخ" ہیں، اس کے علاوہ یہی روایت "امرأة" یعنی اضافت کے بغیر بہت سی کتب احادیث میں مذکور ہے، مثلاً: ابوداؤد شریف، دلائل النبوة، سنن الکبری للبیہقی، سنن الدار قطنی، مسند احمد بن حنبل وغیرہ، چنانچہ درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مشکوٰۃ المصابیح کے نسخے میں کاتب وغیرہ کی غلطی سے تسامح ہوگیا ہے، اور اگر اس کو صحیح قرار دیا جائے تو پھر اس میں دوسری روایات کی وجہ سے یہ تاویل کی جائیگی کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ سے پہلے کا ہو۔

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ کے اس حدیث مبارک کی تشریح کے دوران "متوفی" کی طرف ضمیر لوٹانے کو بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ "شرح النقایہ" ۱/۲۵۹ میں اس عمل کو ناجائز لکھا ہے اور یہ ان کی مرقاۃ کے بعد کی تصنیف ہے، فلا تعارض۔

سائل نے اس مسئلہ کے معارض جو دوسرا واقعہ "حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ" کا پیش کیا ہے وہ مذکورہ تفصیل کے ساتھ تلاش کے باوجود نہ ملا، صرف اتنا تو ثابت ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ "جب میری وفات ہوجائے تو مجھے غسل وکفن دے کر راستے میں رکھ دینا، سب سے پہلے جو سوار وہاں سے گذریں گے ان سے میرا جنازہ پڑھنے کا کہنا"۔ لیکن کھانا تیار کرنے کا ثبوت کتب میں نہیں ملا، اگر سائل کے پاس کوئی حوالہ ہے تو وہ تحریر کرکے دریافت کرلے۔

اور اگر یہ بات ثابت بھی ہو تو یہ کھانا تیار کروانا ان کی زندگی میں ہی پیش آیا، مرنے کے بعد نہیں، اور موضع بحث میت کے گھر کھانا تیار کرنا اور کھلانا ہے نہ کہ وفات سے قبل مہمانی کیلئے کھانا تیار کروانا، فلا تعارض ولا اشکال۔

عن عاصم بن كليب عن أبيه كليب عن رجل من الأنصار
قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة ....
فلما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم) من المقبرة (استقبله داعي امرأة)
هكذا في نسخ أبي داؤد والموجودة عندي من المكتوبة والمطبوعة وفي نسخة
المشكوة وشرحه اشكال من جهة أن فقهائنا صرحوا بأنه لا يحل الضيافة
من اهل الميت لأنها شرعت في السرور لا في الشرور وقبول الضيافة من

في نسخة المصابيح صحيحاً أن هذه القصة وقعت قبل النهي منها ويكون أكل

على بيان الجواز فإنها من أهل الميت ليست بمحرم بل مكروه فلعله فعله ﷺ والثاني

مثل أنه ﷺ لبيان الجواز.

(بذل المجهود، كتاب البيوع، باب في اجتناب الشبهات، ٢/ ٢٣٩، مكتبه الشيخ)

وفي سنن الدارقطني: ...... فلما انصرف تلقاه داعي امرأة من قريش، فقال: إن

فلانة يدعوك وأصحابك ...... الخ

(كتاب الأشربة وغيرها، رقم الحديث ٤٧١٨، ٥/ ١٨٩، دار الكتب العلمية)

(سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في اجتناب الشبهات، رقم ٣٣٣٢، ٣/ ٣٢٠، دار إحياء التراث)

(مسند أحمد بن حنبل: حديث رجل رضي الله عنه، رقم ٢٢٠٠٣، ٦/ ٣٦٧، دار إحياء التراث)

(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب البيوع، رقم ١٠٨٢٥، ٥/ ٥٤٧، دار الكتب العلمية)

(دلائل النبوة للبيهقي، باب امتناع النبي صلى الله عليه وسلم من أكل الشاة، ٦/ ١٦٠، دار الكتب العلمية)

فضرب الدهر من ضربه، وسير أبو ذر إلى ربذة، فلما حضره الموت أوصى

امرأته وغلامه إذا مت فاغسلاني وكفناني ثم احملاني فضعاني على قارعة الطريق، فأول

ركب يمرون بكم فقولوا: هذا أبو ذر، فلما مات فعلوا به كذلك ...... الخ

(دلائل النبوة للبيهقي، لحوق أبي ذر رضي الله عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد خروجه، ٥/ ٢٢١، دار الكتب العلمية)

(مستدرك على الصحيحين، محنة أبي ذر رضي الله عنه، رقم ٥٤٥٢، ٣/ ٥٩، قديمي)

(الخصائص الكبرى للسيوطي: باب ما وقع في سرية قرطبة، ١/ ٤٥٥، دار الكتب العلمية)

(البداية والنهاية، ذكر غزوة تبوك، فصل، ٥/ ١٢، دار إحياء التراث العربي)

(السيرة الحلبية، غزوة تبوك، ٣/ ١٨١، دار المعرفة)

(أسد الغابة، باب الجيم، جندب بن جنادة رضي الله عنه، ١/ ٤١٠، دار الفكر بيروت)

(الإصابة: باب الكنى، أبو ذر رضي الله عنه، ٧/ ١٠٩، دار الكتب العلمية) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية، بكراتشي

١٦/ ١/ ٣١ هـ

الجواب صحيح

محمد يوسف أفغاني

١٨/ ١/ ٣١ هـ

الجواب صحيح

[signature]

دار الإفتاء جامعة فاروقية كراتشي